تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

سامانِ زیست

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

نِسَآؤُكُمۡ حَرۡثٌ لَّكُمۡ ۪ فَاۡتُوۡا حَرۡثَكُمۡ اَنّٰى شِئۡتُمۡ ۫ وَقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّكُمۡ مُّلٰقُوۡهُ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ (البقرۃ:224)

کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ پس اپنی کھیتیوں کے پاس جیسے چاہو آؤ اور اپنے نفوس کے لئے (کچھ) آگے بھیجو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم ضرور اس سے ملنے والے ہو اور مومنوں کو (اس امر کی) بشارت دے دے۔

نفرت نہیں کسی سے، محبت سبھی سے ہے
سارے جہاں کو ساتھ ملانے کا دن ہے آج
ناراضگی کو جانے دو غصے کو بھول جاؤ
روٹھے ہوؤں کو دل سے منانے کا دن ہے آج

معزز سامعین! آج خاکسار کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پر گفتگو کرنی ہے جس میں آپؐ نے عورت کو ''سامانِ زیست'' قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ دنیا تو سامانِ زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی اور سامانِ زیست نہیں ہے۔

(ابن ماجہ ابواب النکاح باب فضل النکاح)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر حُسنِ معاشرت کی تعلیم دی ہے۔ پھر اس الٰہی تعلیم کی روشنی میں ہمارے بہت ہی پیارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ان کی تشریح و تصریح میں حُسنِ معاشرت پر مزید تعلیمات کھول کر بیان فرمائیں وہاں اپنے عمل اور نمونہ سے اہل خانہ سے حُسنِ سلوک کی تعلیم دی۔

پیارے بھائیو! اس پیاری تعلیم اور اس پر اُسوۂ رسول بیان کرنے سے قبل سامانِ زیست کے لغوی معانی جاننے ضروری ہیں۔ سامان بولتے ہیں۔ اسباب، ضروری چیزیں، ضروریات، پُونجی، اثاثہ، مال و دولت، اصل زر یا راسُ المال جیسے سامانِ سفر، سامانِ حرب، سامانِ تجارت یا سامانِ تفریح۔ سامان کے لفظ کو جس زاویہ سے بھی دیکھیں ایسے اسباب کو کہتے ہیں جن کے بغیر زندگی کا پہیہ نہ چل سکے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک عورت کو زندگی کو بہترین سامان قرار دیا ہے۔ زیست کہتے ہیں زندگی، عمر وغیرہ۔

انسان اپنی زندگی میں اپنے لئے، اپنے اہل وعیال کے لئے بہترین اسباب اور سامان کی تلاش میں رہتا ہے تا وہ اپنی زندگی آرام اور سکون سے گزار سکے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان کے لئے ''متاع'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ اوپر جو خاکسار سامان کے معانی کر آیا ہے وہ تمام اس لفظ متاع پر لاگو ہوتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقع پر فرمایا کہ کسی عورت سے نکاح کرنے کی چار ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں اول اس کا مال و زر دیکھ کر۔ دوم اس کے خاندانی جاہ و جلال کو دیکھ کر۔ سوم اس عورت کے حُسن و جمال اور خوبصورتی دیکھ کر اور چہارم اس کی دینداری، نیکی اور تقویٰ دیکھ کر۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے مومن! تُو جب اپنے نکاح کے لئے کسی عورت کی تلاش میں نکلے تو تُو دیندار، متقی اور صالحہ عورت کو ترجیح دے۔

(بخاری کتاب النکاح)

پھر ایک اور موقع پر فرمایا کہ تم ایسی عورتوں سے شادی کرو جو اَلْوُدُوْد اور اَلْوَلُوْد یعنی محبت کرنا جانتی ہوں اور جن کے ہاں زیادہ اولاد پیدا ہو۔ اس کی وجہ کیا فرمائی کہ تا مَیں کثرتِ افراد کی وجہ سے سابقہ اُمتوں پر فخر کر سکوں۔

(ابوداؤد کتاب النکاح)

اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کو مَتَاعُ الدُّنْیَا یعنی زندگی کے سامان پر لاگو کر کے دیکھیں تو معانی یہ بنتے ہیں کہ جس طرح انسان دنیا کے سامان پر فخر کرتا ہے کہ میرے پاس اتنا زیادہ مال، زر ہے، ہیرے جواہرات ہیں ویسے ہی بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک، صالح اولاد کی کثرت کو اسلام کے لئے فخر قرار دیا۔

سامعین! پھر ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی رفیقہ حیات بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس کی طرف دیکھنے سے تمہاری طبیعت خوش ہو۔ اس کا خاوند اپنی بیوی سے جو کہے وہ بجالائے اور جس بات کو اُس کا خاوند ناپسند کرے اس سے وہ عورت بچے۔

(حدیقۃ الصالحین از ملک سیف الرحمن مرحوم صفحہ 390)

اب اس فرمان رسولؐ کو مَتَاعُ الدُّنْیَا پر اپلائی کریں تو کیا ہی حسین مفہوم سامنے آتا ہے کہ جس طرح تاجر اپنے سامانِ تجارت کو بڑھتا دیکھ کر خوش وخرم ہوتا ہے بعینہٖ وہ خاوند خوشی محسوس کرتا ہے جس کی بیوی سے اس کی اولاد بڑھوتڑی کا موجب ہو۔

ایک انسان سامانِ زیست جمع کرنے کے لئے اُس سامان کو غور سے دیکھتا ہے۔ اُس کے متعلق پوری تحقیق کرتا ہے۔ اگر غلہ گودام یا مارکیٹ میں پڑا ہو تو اس کے اندر اپنے ہاتھ ڈال کر بغور اسے پرکھتا ہے بعینہٖ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی عورت سے رشتہ کرنا چاہو تو اس لڑکی کی سیرت وعادات کے بارہ میں تحقیق کر لیا کرو۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے ایک بیوہ سے شادی کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کنواری لڑکی سے شادی کرتے وہ تم سے کھیلتی اور تم اُس سے کھیلتے۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور! میرے والد شہید ہو چکے ہیں اور اپنے پیچھے چھوٹی چھوٹی میری بہنیں چھوڑ گئے ہیں۔ تو مَیں نے ایسی عورت سے شادی کی جو ان بچوں کی تعلیم و تربیت کر سکے۔

(بخاری کتاب الجہاد)

پیارے سننے والو! اب اس حدیث کو مَتَاعُ الدُّنْیَا (اَیْ) اَلْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ۔ کے الفاظ کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو یہ ایک سامانِ تجارت ہے۔ جو اچھے مال کے ساتھ بڑھتا ہے نہ صرف بڑھتا بلکہ تاجر اس پر فخر کرتا ہے۔ ہمارے ہاں پاکستان میں ایک دیانت دار احمدی دوست سرکاری دفتر میں ملازم تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے بھی کوئی جائیداد بنائی ہے؟ تو وہ کہنے لگے کہ مَیں اپنی اس معمولی تنخواہ سے کوئی پلاٹ یا کوٹھی وغیرہ تو نہیں بنا سکا۔ ہاں! مَیں نے اپنے بچوں کو اعلیٰ دینی اور دنیاوی تعلیم دے کر اُنہیں بطور پلاٹس کے تیار کیا ہے۔ وہی میرا سامانِ زیست ہے یعنی زندگی کا سرمایہ ہے۔

سامعین! جہاں تک عورتوں سے حُسنِ معاشرت کا تعلق ہے۔ فرمایا کہ مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے خُلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین اور مثالی سلوک کرے۔

(ترمذی کتاب النکاح)

پھر ہم نے دیکھا کہ انسان اپنے سامانِ زیست کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ اِسے سنبھال کر رکھتا ہے۔ بعینہٖ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ میں اونٹوں کو جن پر خواتین (سامانِ زیست) سوار تھیں کو حُدِی پڑھ کر تیز چلانے کی کوشش ہوتی دیکھی تو حُدِی کرنے والے شخص کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے انجشہ! ذرا ٹھہر کر اور آہستہ حُدّی خوانی کرو رُوَیْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِیْرِ

(مسلم کتاب الفضائل)

کہ یہ عورتیں شیشے اور آبگینے ہیں جو نازک مزاج ہیں۔ ان کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

سامعین! پھر ایسی اَلْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ خاوند کی زندگی میں اِس حالت میں وفات پا جائے کہ اُس کا خاوند اُس سے خوش اور راضی ہو تو وہ جنت میں جائے گی۔

(ابن ماجہ کتاب النکاح)

سامانِ زیست کے حوالہ سے کون کون سا فرمانِ رسول آپ سامعین کے سامنے رکھوں۔ ایک لمبی فہرست ہے۔ انسان کے سامان میں کبھی کبھار کھوٹ بھی نکل آتا ہے۔ فرمایا کہ اپنی مومنہ بیوی سے کبھی نفرت اور بغض نہ کرو۔ اگر ایک بات اس کی ناپسند ہے تو دوسری بات پسندیدہ بھی ہو گی۔ جائز اور ناجائز امور کی بات چلی ہے تو ایک اور حدیث آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ اَلطَّلَاقُ

(ابو داؤد کتاب الطلاق)

کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ بات طلاق ہے۔ جہاں تک بچوں کی یعنی سامانِ زیست کی اچھی تعلیم و تربیت کا تعلق ہے۔ فرمایا۔ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔

(ترمذی)

سامعین! اب اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو دیکھیں تو آپؐ نو(9) ازواجِ مطہرات کے ساتھ ایک وقت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آپؐ کی ازواج کو یہ اختیار بھی دیا کہ اگر دنیا چاہتی ہو تو آپ آزاد ہیں مگر تمام کی تمام ازواج آپؐ کے حُسنِ سلوک کی وجہ سے آپؐ کو چھوڑنے کو تیار نہ تھیں۔ آپؐ تمام بیویوں سے حُسنِ سلوک فرماتے۔ اِن کے نان و نفقہ کا خیال رکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مومنوں کو عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:20) کا حکم دے کر ارشاد فرمایا کہ ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ پھر فرمایا۔

وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ بَنِیْنَ وَحَفَدَۃً وَّرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰہِ ھُمْ یَکْفُرُوْنَ (النحل:73)

یعنی اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے تمہاری جنس میں سے ہی جوڑے پیدا کئے اور تمہیں تمہارے جوڑوں میں سے ہی بیٹے اور پوتے عطا کئے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا۔ تو پھر کیا وہ باطل پر تو ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کر دیں گے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اس الہام (خُذُوا الرِّفْقَ الرِّفْقَ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَأْسُ الْخَیْرَاتِ کہ نرمی کرو، نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے) میں تمام جماعت کے لیے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:20) یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی کرو اور حدیث میں ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ بِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لیے دُعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندہ برتن کی طرح جلد مت توڑو۔“

(اربعین نمبر3، روحانی خزائن جلد17 صفحہ 428 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”مَیں نے گھریلو زندگی کا ذکر کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کو اپنے اہل سے اپنے گھر والوں سے حسنِ سلوک کا کس طرح ارشاد فرماتے تھے؟۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہو کر یہ بیان کیا کہ میری بیوی اپنے میکے میں اتنا عرصہ رہ کر آئی ہے اور اب مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ اُسے کبھی میکے نہیں جانے دینا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کو سُن کر بڑا رنج پہنچا، بڑی تکلیف ہوئی۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے کہا کہ ہماری مجلس سے چلے جاؤ کہ یہ باتیں ہماری مجلس کو گندہ کر رہی ہیں اور آپ نے کافی سخت الفاظ اُنہیں فرمائے۔ پھر اُنہوں نے معافیاں مانگیں۔ ایک دوسرے صحابی جو اپنی بیوی سے زیادہ حُسنِ سلوک نہیں کرتے تھے وہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، وہ وہاں سے فوراً اُٹھ کر بازار گئے۔ بازار جا کر کچھ چیزیں بیوی کے لئے خریدیں اور گھر لے جا کر اُس کے سامنے رکھیں کہ یہ تمہارے لئے تحفہ ہیں اور بڑے پیار سے باتیں کیں۔ بیوی پریشان کہ آج میرے خاوند کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ انقلاب کیسا ہوا ہے؟ اُس سے پوچھا کہ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بیوی سے بدسلوکی کا بیان ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سخت تکلیف اور ناراضگی دیکھ کر آیا ہوں۔ اللہ میرے گزشتہ گناہ معاف کرے۔ جو تم سے مَیں سلوک کرتا رہا تم بھی مجھے معاف کرو اور آئندہ حُسنِ سلوک ہی کروں گا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد3 صفحہ 128-129 روایات محمد اکبر صاحبؓ)

تو یہ تبدیلی ہے جو ہدایت کے راستوں کی طرف لے جاتی ہے۔ گھریلو زندگی سے شروع ہوتی ہے۔ معاشرے میں پھیلتی ہے اور پھر دنیا میں پھیلتی ہے اور اسی بات کا آج ایک احمدی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھا ہے اور اسی سے پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے رشتے حاصل ہوتے ہیں۔ تو ہدایت صرف کسی مامور کو مان لینا نہیں ہے یا نظام سے وابستہ ہو جانا ہی نہیں ہے بلکہ اپنی زندگیوں کو اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنا اور اُس پر قائم ہونا ہدایت کی اَصل ہے، بنیاد ہے۔ پس اِھْدِنَــا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا صرف حقوقُ اللہ کی ادائیگی کے لئے نہیں ہے۔ یہ دعا صرف اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے نہیں ہے بلکہ حقوقُ العباد کی ادائیگی کے لئے بھی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو فرمایا ہے یہ دعا تمہاری زندگی کے ہر شعبے کے لئے ہے۔"

(خطبہ جمعہ 17 جون 2011ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عیال کے ساتھ نیک سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ بائی: فائقہ بشریٰ)

✿✿✿✿